طلبائے شعبہ اسلامک اسٹڈیز، مانو کی علمی وثقافتی سرگرمیوں کا آئینہ دار

اسلامی مطالعات

ISLAMI MUTALA'AT

شمارہ: 12 | صفحات: 4 | شعبہ اسلامک اسٹڈیز، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، حیدرآباد | جمادی الاول 1442 - ربیع الآخر 1443 | جنوری-دسمبر 2021

سرپرست: پروفیسر محمد فہیم اختر ❁ نگراں: ڈاکٹر شکیل احمد ❁ معاون نگراں: جناب صالح امین ❁ مدیر: امانت علی ❁ نائب مدیر: مجتبیٰ فاروق

اداریہ

حرف آغاز

''اسلامی مطالعات'' کا بارہواں شمارہ آپ کے سامنے ہے، اس کو بہتر بنانے کی ہر ممکن کوشش کی گئی ہے۔ یہ ''کورونا وائرس اور اسلامی تعلیمات'' کے عنوان سے خصوصی شمارہ ہے۔ حالات واحوال کی مناسبت سے یہ عنوان منتخب کیا گیا ہے۔ اس شمارے میں شعبہ اسلامک اسٹڈیز کے ایم اے اور پی ایچ ڈی کے ساتھیوں نے اپنی قلمی جولانی، فکری خیالات اور تخلیقی تعبیرات کے بہترین جوہر دکھائے ہیں۔ اس میں ہندوستان میں کورونا کی صورت حال کا جائزہ لیا گیا ہے، کورونا کا قہر اور راہ نجات کا ایک عنوان بھی اس کی زینت ہے۔ کورونا کی وجہ سے تعلیم پر کیا اثرات مرتب ہوئے ہیں اس کا بھی جائزہ لیا گیا ہے۔ ویکسن کی کیا اہمیت ہے اور اس کی حقیقت کیا ہے؟ اس پر ایک مضمون شامل اشاعت ہے۔ کورونائی دور میں مسلمانوں نے جو غیر معمولی خدمات انجام دی ہیں ان کا حقیقت پسندانہ جائزہ لیا گیا ہے۔ کورونائی عہد میں وفات پانے والی چند اہم شخصیات کا بھی اجمالی ذکر کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ کورونا کی وجہ سے جو نئے مسائل پیدا ہوئے ہیں اس کی شرعی رہنمائی بھی کی گئی ہے۔ ان سب پر مستزاد شعبہ اسلامک اسٹڈیز کی علمی وثقافتی سرگرمیاں بھی مجلہ کی زینت ہیں۔ استاذ محترم پروفیسر محمد فہیم اختر صاحب ندوی کی تازہ تصنیف شدہ کتاب کا تعارف بھی قارئین کی دلچسپی کا باعث ہوگا، جو کورونائی عہد کی یادگار ہے۔ اس طرح کورونائی دور کے متعلق اہم معلومات اس شمارے میں جمع ہوگئی ہیں۔ ان شاء اللہ قارئین کے لیے یہ شمارہ مفید ثابت ہوگا اور آئندہ کے لیے ایک دستاویز کی حیثیت رکھے گا۔ میں اس تازہ شمارہ پر اپنے تمام قلم کار دوستوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جن کے تعاون سے یہ مجلہ بروقت منظر عام پر آسکا ہے۔

امانت علی

کرونا وائرس کا قہر اور راہ نجات

(محمد عامر مجیبی،
پی ایچ ڈی)

کورونا وائرس کا سایہ ہر طرف منڈلا رہا ہے، کیا امیر کیا غریب، کیا پڑھے کیا بے پڑھے، کیا شہری کیا دیہاتی، کیا ملکی کیا غیر ملکی، کورونا کا قہر عام ہے، ہزاروں کو ابدی نیند سلا چکا، چین سے ایران، اٹلی ہوتے ہوئے فرانس، انگلینڈ اور امریکہ پہنچا۔ شہر کے شہر مقفل ہوئے۔ لوگ گھروں میں مقید ہوئے۔ بازار کی رونقیں گئیں، گلیوں اور سڑکوں پر سناٹے چھائے، خوشیوں نے دامن سمیٹے، رنج و غم نے پاؤں پھیلائے۔ موت اور بدل موت کے چرچے عام ہوئے۔ خوف اور ہیبت نے چادر تانی۔ کتنے گھر اجڑے، کتنی بستیاں برباد کیں، باپ کو بیٹے سے، بیٹے کو باپ سے جدا کیا، بھائی کو بھائی سے، بیوی کو شوہر سے، شوہر کو بیوی سے چھڑایا، شہروں کو ویران کیا، قبرستانوں کو آباد کیا، اجتماعی قبریں بنوائیں۔ آخر یہ سب ہوا کیوں؟ خدا کے بھید تو خدا ہی جانے۔ تاہم اہل نظر کہتے ہیں کہ یہ سب کچھ یکا یک نہیں ہوا، ہوتے ہوتے ہوا۔ مخلوق نے خالق کو بھلایا، اس کی کبریائی کو للکارا، اسی سے سرکشی کی، اسی سے بغاوت کی، اسی کی زمین پر اسی کے حکموں کو ٹھکرایا، نہ اس کو مانا، نہ اس کی مانی، طاقت کے نشے میں کمزوروں کو کچلا، مسلا۔ مجبوروں کو، محروموں کو مزید مجبور اور محروم کیا۔ دین کو حماقت اور دین داروں کو احمق ثابت کیا۔ خرد کا نام جنوں رکھا، جنوں کا نام خرد۔

آج جو بے کس و بے بس نظر آرہے ہیں کل تک فرعون ونمرود کے نقشِ قدم پر چل رہے تھے۔ زمین والے آسمان والے کو للکار رہے تھے۔ اسی چائنا میں اللہ کا نام لینا جرم قرار دیا گیا تھا۔ اللہ کے بندوں کو اللہ سے کاٹا گیا، اللہ کی عبادت سے اللہ کے بندوں کو روکا گیا، مسلمان ہونے کے جرم میں قید و بند کی سزا دی جاتی، بچوں کو گھر والوں سے جدا کیا جاتا، ڈٹینشن کیمپ میں رکھا جاتا، ان پر ظلم و زیادتی کی جاتی، ان کی برین واشنگ ہوتی۔ رب العالمین سب کچھ دیکھ رہا تھا، سن رہا تھا، وہ نہ بے کس ہے نہ بے بس، اس کے یہاں ڈھیل ہے، دیر ہے اندھیر نہیں۔ بڑی بڑی طاقتوں نے بڑے بڑے جرائم کیئے۔ ایک قدیم تاریخی ملک، عراق میں ایک شخص کو منتخب کیا جاتا ہے، اس کو اٹھایا جاتا ہے، ابھارا جاتا ہے، تخت حکومت پر بٹھایا جاتا ہے، اس پر عنایات ونوازشات کی بارش کی جاتی ہے، اور پھر اسے اپنے ہی پڑوسی ملک کے ساتھ طویل جنگ کے لیے آمادہ کیا جاتا ہے، سامان حرب فروخت کیا جاتا ہے، بھائی کو بھائی سے لڑایا جاتا ہے اور پورے خطے پر اپنی چودھراہٹ قائم کی جاتی ہے۔۔ چند سال بعد دوسرے پڑوسی ملک سے لڑوایا جاتا ہے، مہلک ہتھیار کا بہانہ بنایا جاتا ہے، تیل کے ذخیرہ پر نشانہ ہوتا ہے۔ قومی مفاد کی آڑ میں ایک پورے ملک کو تہس نہس کر دیا جاتا ہے۔ کام نکال کر اس امیر کی گردن بھی مروڑ دی جاتی ہے۔ پھر ایک ڈرامہ اسٹیج کیا جاتا ہے۔ محفوظ ترین علاقے میں، محفوظ ترین محافظوں کے درمیان ایک عظیم عمارت کی تخریب عمل میں لائی جاتی ہے اور پھر اسے بنیاد بنا کر ایک بے سروسامان حکومت کی اینٹ سے اینٹ بجادی جاتی ہے۔

قوی ترین ممالک کے لشکر جرار اپنی بہترین عسکری صلاحیتوں کے ساتھ ایک بے کس و بے بس ملک پر ٹوٹ پڑتی ہے۔ کتنے معصوم کو موت کی نیند سلا دیا جاتا ہے، کتنی بستیاں اجاڑ دی جاتی ہیں، کتنے مکان ویران ہوتے ہیں، کتنے مکیں برباد ہوتے ہیں، سالہاسال کی سرتوڑ کوشش کے بعد بہت بے آبرو ہو کر تیرے کوچے سے ہم نکلے، طاقت کے بل پر تیل کا کھیل پورے خلیج میں کھیلا جا رہا ہے۔ جانیں جاتی ہیں تو جائیں، گھر اجڑتے ہیں تو اجڑیں، ایک ملک کی آبادی کے برابر لوگ بے گھر ہو جائے تو ہو جائیں، آبادی کی آبادی بم آتش کے شکار ہوں تو ہوں، ڈوبنے والے ڈوبیں تو ڈوبیں۔ ایک بچی جاتے جاتے کہتی گئی "میں اپنے اللہ سے سب کچھ بتاؤں گی" اس نے بتایا اور اس کے خدا نے سنا، اس کی لاٹھی بے آواز ہے۔ نمرود نے خدائی کا دعویٰ کیا تھا حقیر مچھر سے ہلاک کیا گیا۔ آج کے نمرودوں کے لیے حقیر تر مخلوق، جراثیم کو استعمال کیا جا رہا ہے۔ اپنے ملک میں بھی ظلم کے سائے پھیل رہے ہیں، تخت وتاج کی خاطر کچھ لوگ ظلم و زیادتی پر آمادہ ہیں، نفرتوں کا زہر گھولا جا رہا ہے، کبھی لو جہاد، کبھی گھر واپسی، کبھی ماب لنچنگ، کبھی مندر مسجد، کبھی شرعی قوانین میں مداخلت، کبھی دیش سے نکالنے کی دھمکی، کبھی دعوت وتبلیغ پر حملے، کبھی مدارس کو ختم کرنے کی سازش، غرض ہر طرف سے ہر طرح سے مسلمانوں کی گھیرابندی ہو رہی ہے۔ ظلم کے اس دور میں ہم بھی کہاں پیچھے ہیں۔

اس ظلمت شب میں قندیل ربانی دے کر ہمیں بھیجا گیا تھا۔ ہمیں کتاب ہدایت دی گئی تھی، اس کی روشنی میں خود بھی چلنا تھا اور دوسروں کو بھی چلانا تھا۔ توحید، رسالت وآخرت کے یقین کو خود بھی سیکھنا تھا اور دوسروں کو بھی بتانا تھا۔ نہ ہم نے سیکھا اور نہ دوسروں کو سکھایا۔ ہمیں امام بنا کر بھیجا گیا تھا ہم مقتدی بن گئے، دنیا کے بھول بھلیاں میں ہم بھی گم ہو گئے، نشان راہ دکھاتے تھے جو ستاروں کو ترس گئے ہیں کسی مرد راہ داں کے لیے۔ عذاب الٰہی سے بچنے کا واحد راستہ یہ ہے کہ اپنے اپنے گناہوں سے سچی پکی توبہ کریں، خود بھی دین کو سیکھیں اور دوسروں کو بھی سکھائیں۔ آخری نبیؐ کے آخری پیغام کو دنیا کے آخری انسان تک پہنچانے کا عزم وارادہ کریں، پھر دیکھیں خالق کائنات کی طرف سے راحت وعافیت کے کیسے فیصلے اترتے ہیں۔

سبق پڑھ پھر صداقت کا، عدالت کا، شجاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

☆☆☆

تعلیمی نظام پر کرونا کے اثرات

(عبد الرقیب،
پی ایچ ڈی)

تقریباً ڈیڑھ سال کے عرصے سے دنیا ''کووڈ ۱۹'' سے پریشان ہے۔ اس مہلک وبا کی وجہ سے زندگی کے تمام شعبے متاثر ہوئے ہیں اور سب سے زیادہ جو شعبہ متاثر ہوا ہے وہ تعلیم کا ہے۔ اس وبا سے پیدا ہونے والے تعلیمی نقصان نے جہاں دنیا بھر کے تمام طلبا کو ناقابل تلافی نقصان سے دوچار کیا ہے وہیں تعلیمی اداروں سے منسلک افراد بھی متعدد مسائل کے شکار ہوئے ہیں۔ مرض کی شدت اور خوف کی وجہ سے نہ صرف تعلیمی اداروں کو بند کیا گیا؛ بلکہ طلبا کو اپنے گھروں میں رہنے پر مجبور کیا گیا۔ ان پریشان کن حالات سے نمٹنے کے لیے تعلیمی نظام میں تیز رفتار تبدیلیاں آئی ہیں تاکہ طلبا کو درس وتدریس میں مشغول رکھا جائے اور ان کے قیمتی اوقات کو ضائع ہونے سے بچایا جاسکے۔

تعلیمی اداروں کے ذمہ داروں نے باقاعدہ طور پر تعلیمی نظام کے دوبارہ کھلنے میں تاخیر کے باعث آن لائن طریقہ تعلیم کے ذریعہ درس وتدریس کی سرگرمیوں کو انجام دینا شروع کیا۔

آن لائن تعلیم کا میدان اپنے آپ میں ایک وسیع میدان ہے جس کو اس وبائی دور میں فروغ حاصل ہوا اور یہ صرف ہمارے ملک ہندوستان ہی میں نہیں؛ بلکہ اس سے پوری دنیا استفادہ کرنے پر مجبور ہے۔ اس کے جس طرح بے شمار فوائد ہیں، اسی طرح کچھ غیر محسوس نقصانات بھی ہیں۔ ہم ذیل میں آن لائن تعلیم کے فوائد ونقصانات اور مطلوبہ اقدامات کا تذکرہ کریں گے تاکہ فوائد کے حصول اور نقصانات سے بچنے کے ساتھ ساتھ ان اقدامات پر حکومت اور ادارے عمل پیرا ہوں جس سے نقصانات کی شرح کو کم کیا جاسکتا ہے۔

آن لائن تعلیم کے فوائد:

کوئی بھی چیز اس وقت تک کامیابی کی منزل تک نہیں پہونچاتی جب تک کہ اس کا کوئی نہ کوئی مقصد ہو، لہٰذا اساتذہ کو چاہیئے کہ آن لائن تعلیم کا مقصد متعین کریں اور وہ صرف مواد کی فراہمی نہ ہو؛ بلکہ اس مواد سے طلبا بھرپور فائدہ اٹھاسکیں۔

☆ آن لائن تعلیمی نظم کا ایک بڑا فائدہ یہ ہوا ہے کہ اس مشکل ترین دور میں بھی طلبا کے تعلیمی کیریر کو نقصان پہونچائے بغیر تعلیم جاری رکھنے کا موقع فراہم ہوا۔

☆ آن لائن تعلیمی نظم کی وجہ سے اس وبائی دور میں اساتذہ و والدین نے بھی بہت سی نئی چیزیں سیکھیں اور ان کے اندر بھی جدید ٹیکنالوجی استعمال کرنے کی صلاحیت پیدا ہوئی۔

آن لائن تعلیم کے نقصانات:

جس طرح آن لائن تعلیم کے فوائد ہیں اس سے کہیں زیادہ اس کے نقصانات ہیں مثلاً:

☆ آن لائن تعلیم کا سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ اس کی وجہ سے طلبا و اساتذہ کے درمیان کا رابطہ کافی کمزور ہوجاتا ہے۔

☆ آن لائن تعلیم کی وجہ سے طلبا کے ذہنوں میں پیدا ہونے والے ''شکوک و شبہات'' دور کرنے، اسی طرح ''اعتراضات و سوالات'' کرنے کا بعض اوقات موقع نہیں ملتا یا نیٹ ورک کی خرابی کی وجہ سے طلبا و اساتذہ میں ربط نہ ہونے کی وجہ سے کافی نقصان اٹھانا پڑ رہا ہے۔

☆ آن لائن کا ایک نقصان یہ بھی ہے کہ کلاس کے اوقات میں کمی کی وجہ سے طالب علم کے سیکھنے کا عمل و جذبہ حد درجہ متاثر ہوا ہے۔

☆ شہروں سے دور یا دیہاتوں میں بسنے والے طلبا کے لیے آن لائن تعلیم کا نقصان یہ بھی ہے کہ انہیں انٹرنیٹ اور بجلی کی عدم دستیابی کی وجہ سے استفادہ کا موقع نہیں مل رہا ہے۔

☆ ماہرین کا کہنا ہے کہ موجودہ آن لائن تعلیمی و امتحانی نظم کی وجہ سے طلبا میں نقل کرنے کے رجحانات میں اضافہ ہوا ہے۔

اقدامات:

بہرحال! کورونا کے اس وبائی دور میں ضروری تھا کہ کچھ اہم اقدامات کئے جاتے؛ حالاں کہ حکومتی سطح پر آن لائن ایجوکیشن کا آغاز تو کیا گیا؛ مگر مطلوبہ سہولیات کا جائزہ نہیں لیا گیا، جس کی وجہ سے ملک کے اکثر علاقوں کے طلبا آن لائن ایجوکیشن سسٹم سے مستفید نہیں ہو پا رہیں۔ اگر تعلیمی ادارے اور حکومت مندرجہ ذیل اقدامات پر غور کریں تو مستقبل میں یہ سسٹم کافی سودمند ثابت ہوسکتا ہے۔

۱. ملک کے کچھ علاقے ایسے ہیں جہاں انٹرنیٹ کی سہولت یا تو سرے سے دستیاب ہی نہیں ہے یا سگنلز اتنا کمزور رہتا ہے کہ طالب علم ٹھیک سے آن لائن سسٹم سے مستفید نہیں ہو پا رہا ہے۔ ضروری ہے کہ ان علاقوں کی نشاندہی کر کے انٹرنیٹ و دیگر سہولیات کا نظام بہتر بنایا جائے۔

۲. تعلیمی اداروں سے منسلک افراد کے لیے رعایتی داموں پر ''انٹرنیٹ پیکج'' متعارف کرانا حکومت کی ذمہ داری ہے، مگر حکومت اور دیگر کمپنیوں نے کوئی سہولت فراہم نہیں کی؛ جس کی وجہ سے اضافی بوجھ طلبا اور سرپرستوں کو برداشت کرنا پڑ رہا ہے۔

۳. اساتذہ کے لیے آن لائن پڑھانے کا تجربہ بالکل نیا ہے، ہونا یہ چاہئے کہ پہلے اساتذہ کو آن لائن پڑھانے کی تربیت دی جاتی؛ مگر ایسا خصوصی نظم شاید ہی کسی ادارے میں ہو۔

۴. چونکہ آن لائن طریقہ تعلیم نیا ہے، اس لیے اگر ''فیڈ بیک'' لینے کا نظم قائم کیا جائے تو اس سے طلبا کے درپیش مسائل علم میں آئیں گے جس پر غور وخوض کر کے ہونے والی خامیوں اور کوتاہیوں پر کافی حد تک قابو پایا جاسکتا ہے۔

۵. اسی طرح آن لائن تعلیم کو زیادہ موثر و کارآمد بنانے کے لیے گھر کے ذمہ داروں (خاص کر والدین) کا تعاون حاصل ہونا چاہیئے بایں طور کہ گھر کا ماحول بچوں کے لیے تعلیمی لحاظ سے سازگار بنائیں اور اگر بچے چھوٹے اور ناسمجھ ہوں تو انہیں سمجھانے میں معاون بنیں۔

☆☆☆

ہندوستان میں کورونا وائرس اور مسلمانوں کی خدمات

(محمد صلاح الدین، پی ایچ ڈی)

ہندوستان میں کورونا وائرس کی دستک 2020ء کے اوائل میں ہوئی اور دیکھتے ہی دیکھتے یہ عالمی وبا ملک کے کونے کونے میں تیزی سے پھیل گئی۔ملک کی کوئی ریاست ایسی نہ بچی جہاں یہ بیماری نہ پہنچی ہو۔کورونا کے بڑھتے ہوئے حملوں کے پیش نظر حکومت نے 24/مارچ 2020ء کو ملک کی تاریخ میں پہلی بار قومی لاک ڈاؤن نافذ کیا جو مئی تک جاری رہا۔اس دوران کاروبار ٹھپ ہو گئے۔ تعلیمی نظام درہم برہم ہوگیا۔روزگار کے نہ ہونے کی وجہ سے لاتعداد مزدور بڑے شہروں سے سفر کی صعوبتوں کی پروا کیے بغیر اپنے گاؤں کی طرف نکل کھڑے ہوئے۔ عام زندگی مفلوج ہوگئی۔کورونا کا یہ قہر اس قدر عام ہوا کہ اسپتالوں میں دستیاب بستر کم پڑنے لگے، آکسیجن سلنڈروں کا مطالبہ بڑھنے لگا۔

ایسے حالات میں ملک کے اہل ثروت اور مالدار لوگوں نے بلا لحاظ مذہب وملت اہل وطن کی مدد کی۔اس میں ہندو بھائیوں اور سکھ بھائیوں نے جہاں بھوکوں اور ضرورت مندوں کی مدد کی وہیں مسلمان بھی کسی سے پیچھے نہیں رہے۔مسلمانوں نے بھی انفرادی اور تنظیمی طور پر نمایاں امدادی کردار ادا کیا۔ہندوستان کے مسلمان ڈاکٹروں، سائنس دانوں اور طبی نگہہ داشت کے عملے نے جان پر کھیل کر علاج کی سہولتیں فراہم کیں۔بہت سے مسلمان ڈاکٹر خدمتِ خلق کے جذبہ کے تحت کورونا سے جنگ لڑتے ہوئے جان کی بازی ہار گئے۔

مسلم ڈاکٹروں کی طبی خدمات:

- **ڈاکٹر عزیز الدین شیخ:** ان کا تعلق راجستھان سے تھا، وہ کئی سال عرب مما لک میں خدمت کرنے کے بعد لکھنؤ میں اَونتی بائی ہاسپٹل اور ڈُوفین ہاسپٹل میں برسر خدمت تھے۔وہ 2020ء میں کورونا وائرس کے کئی مریضوں کا علاج کرنے کے بعد خود بھی متاثر ہو کر فوت ہو گئے۔
- **ڈاکٹر جاوید علی:** جولائی 2020 میں 42 سالہ ڈاکٹر جاوید علی کئی کورونا مریضوں کے علاج کے بعد دس دن وینٹی لیٹر پر رہ کر کورونا کی وجہ سے انتقال کر گئے۔ان کی اہلیہ حنا کوثر نے، جو خود ایک ڈاکٹر ہے، این ڈی ٹی وی انڈیا سے بات کرتے ہوئے کہا: ’’مجھے اپنے شوہر پر فخر ہے۔وہ آخری لمحے تک کام کرتے رہے اور شہید ہو گئے۔انہوں نے مارچ سے ایک دن بھی کام سے چھٹی نہیں لی۔ وہ عید کے دن بھی کام کرتے رہے‘‘۔
- **ڈاکٹر محمد اشرف میر:** جموں وکشمیر سے تعلق رکھنے والے ڈاکٹر محمد اشرف میر بھی اسی طرح اگست 2020ء میں کورونا وائرس سے لڑتے لڑتے خود اس سے متاثر ہوئے اور انتقال کر گئے۔ان کا تعلق ضلع پلوامہ سے تھا۔

کورونا کی اس مہاماری میں طبی شعبے کے علاوہ حمل ونقل سے وابستہ لوگ بھی خدمت خلق کے جذبے کے تحت کام کرتے ہوئے اپنی جان قربان کر گئے۔ ایک ٹیکسی ڈرائیور عارف خان جو شمال مشرقی دہلی کے سیلم پور علاقے سے تعلق رکھتا تھا۔وہ ایک غیر سرکاری ادارے کے لیے کام کرتا تھا۔کورونا کے دور میں چھ مہینے تک وہ کورونا کے مریضوں اور اس سے متاثر یا متوفی لوگوں کی منتقلی کا کام رات دن کرتا رہا، جس کی وجہ سے وہ اپنے گھر کے بجائے ایمبولنس ہی میں سوتا تھا اور گھر والوں سے بہت کم ملتا تھا۔ بالآخر 14/اکتوبر 2020ء کو وہ خود کورونا کی وجہ سے فوت ہو گیا۔

نامور مسلمان صنعت کاروں اور فلمی اسٹاروں کے امدادی عطیے

- وپرو کمپنی کے صدر نشین عظیم پریم جی نے اپنی کمپنی اور اس سے منسلک رفاہی فاؤنڈیشن کی طرف سے کورونا مرض کے عام ہونے کے بعد سے ہر روز 22 کروڑ کا عطیہ دینے کا سلسلہ شروع کیا، جو ہر گزرتے دن کے ساتھ ساتھ بڑھ رہا ہے۔مشہور عالمی جریدے فوربز کے مطابق وہ کورونا سے لڑنے کے لیے دنیا کے تیسرے سب سے بڑے عطیہ دینے والے بن گئے ہیں اور عالمی سطح پر سب سے زیادہ دس عطیہ دینے والوں کی فہرست میں جگہ پانے والے واحد ہندوستانی ہیں۔
- دوا ساز کمپنی سپلا کے صدر نشین یوسف خواجہ حمید ہیں۔کمپنی نے حکومت ہند کو 25 کروڑ روپے کا عطیہ دیا جس میں اس کے ملازمین کی طرف سے 3 کروڑ شامل ہیں۔
- بالی ووڈ کے تینوں مسلم مشہور اداکار عامر خان، شاہ رخ خان اور سلمان خان نے کورونا سے نمٹنے کے لیے بڑی بڑی امدادی رقم دی ہیں۔روٹی بینک آف بھوپال نامی ایک غیر سرکاری تنظیم بھوپال اور مدھیہ پردیش میں 500-700 ضرورت مندوں کو کھانا فراہم کر رہی تھی۔تنظیم کی بنیاد 2018 میں محمد یاسر نامی ایک مسلمان نے رکھی تھی۔

کورونا سے مرنے والے دوسرے مذاہب کے افراد اور اہل خانہ کی مدد:

لاک ڈاؤن کے دور میں اور اس کے بعد ایسے کئی واقعات پیش آئے جن میں مسلمانوں نے اپنے پڑوسی ہندو مریضوں کو بروقت طبی امداد فراہم کی یا مرنے والوں کی آخری رسومات میں ان کے گھر والوں کی مدد کی۔ذیل میں اس کی کچھ مثالیں پیش کی جاتی ہیں:

- تلنگانہ کے جگتیال ضلع سے تعلق رکھنے والے سات مسلمان افراد نے بلال پور یوتھ ویلفیر سوسائٹی کے نام سے ایک غیر سرکاری تنظیم بنائی، اس تنظیم نے اب تک کووڈ سے مرنے والے 210 ہندوؤں اور 73 مسلمانوں کی آخری رسومات کی انجام دہی میں مدد کی۔ وہ بھی اس وقت جب کہ ان وفات پانے والوں کے اردگرد جانے سے بھی ہر کوئی ڈرتا تھا۔
- جبل پور سے تعلق رکھنے والے عنایت علی نے کووڈ19 کے آغاز سے لے کر اب تک تقریباً 1200 مرنے والوں کی آخری رسومات میں تعاون کیا، جن میں زیادہ تر کورونا ہی سے انتقال کرنے والے تھے۔
- مدھیہ پردیش کے شہر بھوپال کے دو مسلمان دانش صدیقی اور صدام قریشی نے رمضان میں 60 ایسے ہندوؤں کی آخری رسومات میں تعاون کیا، جن کے رشتے داروں نے کورونا انفیکشن کے خوف سے آخری رسومات کرنے سے صاف انکار کر دیا تھا۔ان کے متوفی کا آخری دیدار بھی انہی دو لوگوں نے ویڈیو کال کے ذریعے کرایا۔

زکوۃ اور صدقات سے سماجی خدمات:

- کورونا وائرس کے آغاز کے سال، یعنی 2020ء ہی میں مہاراشٹر کے اِیچل کرنجی علاقے میں مسلمانوں نے زکوٰۃ کے طور پر 36 لاکھ روپے کا عطیہ جمع کر کے مقامی اندرا گاندھی میموریل ہسپتال کے حوالے کیا تاکہ اس ہسپتال میں ہنگامی حالات سے نمٹنے کے لیے انٹینسیو کیئر یونٹ قائم ہو۔ 2011ء کی مردم شماری کے اعتبار سے اس چھوٹے سے شہر کی آبادی 2.88 لاکھ ہے، جس میں کہ 78.32 فی صد ہندو ہیں، جب کہ مسلمان محض 5.98 فی صد ہیں، مسلمانوں کے اس تعمیری اقدام پر تبصرہ کرتے ہوئے مہاراشٹر کے وزیر اعلیٰ ادھوٹھاکرے نے کہا: ’اِیچل کرنجی کے مسلمانوں نے ملک میں ہر شخص کو راستہ دکھایا ہے۔مسلمانوں نے ایک مثال قائم کی ہے کہ تہوار کیسے منائی جاتی ہے‘۔
- مہاراشٹر کے ناگپور شہر سے تعلق رکھنے والے پیارے خان نے سماجی خدمت کی دنیا میں اپنی ایک مثال قائم کر دی جب انہوں نے 45 لاکھ روپے کا عطیہ دیا تاکہ 400 میٹرک ٹن سیال آکسیجن خرید کر ناگپور شہر اور اس کے اطراف واکناف کے سرکاری ہسپتالوں میں پہنچایا جا سکے۔یہی پیارے خان آل انڈیا انسٹی ٹیوٹ آف میڈیکل سائنسز، گورنمنٹ میڈیکل کالج اینڈ ہاسپٹل، چنڈی گڈھ اور اندرا گاندھی گورنمنٹ میڈیکل کالج اینڈ ہاسپٹل، ناگپور کو بہ طور عطیہ دینے کا بھی اعلان کیا ہے۔ پیارے خان اس وقت تک 400 ٹن آکسیجن کا عطیہ کر چکے ہیں۔

آکسیجن، ایمبولنس وغیرہ کے ذریعہ امداد اور قرنطینہ مراکز کا قیام

لکھنؤ کے لال باغ علاقے کی جامع مسجد میں کورونا کے مریضوں کو مئی 2021ء سے آکسیجن سلنڈر اور کانسنٹریٹر مفت مہیا کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔خاص بات یہ ہے کہ ان میں سے نصف تعداد غیر مسلموں کے لیے مختص کی گئی۔

- اسی شہر کی اندرا نگر کی مسجد نے ایک مہینے کے عرصے میں تقریباً 300 لوگوں کو مفت آکسیجن فراہم کیا۔اسی طرح شہر کی کپورتھلا علاقے کی جامع مسجد کووڈ19 کے مریضوں اور اس سے مرنے الوں کے آخری رسومات کے لیے مفت ایمبولنس کی سہولت فراہم کی۔
- ممبئی کے علاقہ ملاڈ سے تعلق رکھنے والے 31 سالہ شاہنواز شیخ 2020ء اور 2021ء میں ایک مخلص کورونا کے طور پر ابھرے اور بہت سے ضرورت مندوں کی مدد کی۔ان کے اس جذبے کا سبب 2020ء میں آکسیجن کی کمی کی وجہ سے آٹو میں ان کی بیوی کا انتقال کر جانا تھا۔اس کے بعد انہوں نے 22 لاکھ روپے کی اپنی فورڈ اینڈیور کار کو فروخت کر دیا تاکہ وہ آکسیجن سلنڈر خرید سکیں۔انہوں نے کم از کم 160 سلنڈر خریدے اور انہیں ضرورت مندوں میں بانٹنا شروع کیا۔اس نے اس سلسلے میں ایک ہیلپ لائن کا بھی آغاز کیا۔

کورونا وائرس کے دوران اور اس کے بعد مسلمانوں نے جو خدمات انجام دی ہیں یہ ان کی صرف چند جھلکیاں تھیں، ورنہ مسلمانوں کی خدمات کی فہرست اس قدر طویل ہے کہ اس کو بیان کرنے کے لیے دفتر کے دفتر درکار ہیں۔

☆☆☆

ویکسن کیا ہے؟

(عاصم افتخار،
ایم اے، سال دوم)

ویکسن ایک خاص مادہ ہوتا ہے جو کسی خاص بیماری سے بچاؤ کے لیے صحت مندی کی حالت میں جسم کے اندر داخل کیا جاتا ہے تاکہ ہمارا جسم اس مرض سے لڑنے کے لیے مدافعتی نظام پیدا کرے۔ویکسن کی کئی قسمیں ہوتی ہیں جیسے زندہ کمزور جرثومہ سے بنے ہوئے یا غیر فعال جرثومہ سے بنے ہوئے یا مصنوعی جرثومہ سے بنے ہوئے ویکسن وغیرہ۔

ویکسن کی تاریخ

ارشاد نبوی ﷺ: ہے لکل داء دواء کہ ہر مرض کے لیے اللہ تعالی نے دوا رکھی ہے۔ویکسن بھی ایک دوا ہے جو کہ ان بیماریوں کے لیے دی جاتی ہے جو وبائی ہوتی ہے جس کے لاحق ہو جانے کے بعد ہر کسی کا مکمل علاج ممکن نہیں ہوتا ہے۔اس میں شرح اموات بہت زیادہ ہوتی ہے۔وبائی امراض کی تاریخ اتنی ہی قدیم ہے جتنی انسانی تاریخ۔ماضی میں کئی وبائی امراض ظاہر ہوئی ہیں جس میں چیچک اور خسرہ سب سے عام اور مہلک وباتھی۔عہد وسطی میں چیچک کے ٹیکہ کی بنیادی شکل یا سراغ ہندی، چینی اور اسلامی تہذیبوں سے ملتا ہے۔

عثمانی سلطنت میں چیچک کے ٹیکہ کا رواج عام تھا اور اس کے بے شمار ماہرین پائے جاتے تھے۔ ۱۷۲۱ء میں برطانیہ سفیر کی بیوی نے استنبول میں ٹیکہ کا یہ بنیادی طریقہ دیکھا اور پھر اس نے اپنے ہم وطنوں کو اس کے متعلق لکھا جس سے علم طب کا ایک اہم عنوان اسلامی تہذیب سے مغربی تہذیب میں منتقل ہوا۔پھر اسی نہج پر ایڈورڈ جینز نے ۱۷۹۶ء میں مغربی دنیا کا پہلا جدید ویکسن تیار کیا۔بعد میں اس طریقۂ علاج کی افادیت کو دیکھ کر مغربی حکومتوں نے اسے سرکاری سطح پر رواج دیا حتی کہ آج اس میدان میں سرمایہ کاری سب سے منافع بخش تجارت بن گئی جس میں چند منفی پہلو بھی شامل ہو گئے۔

کووڈ۱۹ ویکسن کی اہمیت وضرورت

کووڈ ۱۹ کورونا وائرس خاندان سے تعلق رکھنے والا ایک مہلک مرض ہے۔یہ مرض اب تک لاعلاج ہے، اس وبائی مرض میں شرح اموات گرچہ کم ہے؛ لیکن بڑی سرعت سے لوگوں کے درمیان پھیلنے کی وجہ سے یہ ایک عالمی وبا بن چکا ہے۔ماہرین کی رائے ہے کہ دنیا اس وقت تک اس مرض سے محفوظ نہیں ہو سکتی جب تک کہ انسان جماعتی قوتِ مدافعت پیدا نہ کر لے۔جماعتی قوتِ مدافعت اس وقت ہونے لگتی ہے جب سماج کا ایک بڑا حصہ کسی مخصوص انفیکشن سے متاثر ہو کر صحت یاب ہو جائے؛ لیکن اس میں اموات کے خدشات بھی زیادہ ہوتے ہیں اس لیے ویکسن ایسے حادثات و اموات کو روکنے میں ایک اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

ہندوستان جیسے ملک میں جہاں علاج کی سہولیات و انتظامات برائے نام یا بہت مہنگی ہے، ویکسن کی اہمیت وضرورت مزید بڑھ جاتی ہے۔کووڈ۱۹ ویکسن جسم میں جا کر اینٹی باڈیز تخلیق کرتی ہیں جس سے مدافعتی نظام پیدا ہوتا ہے یہ اینٹی باڈیز اگرچہ چند مہینوں میں ختم ہو جاتی ہے؛ لیکن میموری سیل نامی خلیات اس اینٹی باڈیز کی معلومات کو برسوں محفوظ رکھتی ہے جس سے جب یہ بیماری لاحق ہوتی ہے تو یہ خلیے خرد نامیہ کو ازسرنو بحال کر اینٹی باڈیز بنانے کا عمل شروع کر دیتی ہے، اس عمل کی وجہ سے مرض لاحق ہونے کے ساتھ ہی ختم ہونا بھی شروع ہو جاتا ہے اور اس طرح ہم خود کے ساتھ اپنوں کو بھی محفوظ رکھ سکنے میں ایک حد تک کامیاب ہو سکتے ہیں۔

☆☆☆

فاتح سندھ محمد بن قاسم

(نعمت اللہ عقیل،
ایم اے، سال اول)

دنیا کے اندر جتنے انسانوں نے قیادت کے ذریعہ اپنا سکہ جمایا اور اپنی فکر اور سوچ سے دنیا کے کسی گوشے میں ترقی کی ان کے اندر صداقت، عدالت، شجاعت جیسی چیزیں موجود تھیں، چاہے وہ محمد بن قاسم ہو یا ابو مسلم خراسانی، قتیبہ بن مسلم باہلی ہو یا حجاج بن یوسف ثقفی وغیرہ۔تاریخ شاہد ہے کہ ان سپہ سالاروں نے کس طریقے سے اپنا سکہ جمایا اور بت کے ماننے والے کو اسلام کی دولت سے مالا مال کیا۔ ان میں سے ایک مشہور و معروف جنگجو اور مجاہد محمد بن قاسم کے مختصر حالات زندگی اور ان کے اہم کارناموں پر روشنی ڈالنے کی جسارت کر رہا ہوں کہ انھوں نے کس طرح قیادت کو سنبھالا اور فاتح سندھ کے لقب سے ملقب ہوئے۔ان کا پورا نام عماد الدین محمد بن قاسم تھا، ان کی پیدائش طائف میں ہوئی، قبیلہ ثقیف سے تعلق رکھتے تھے، ان کے والد اپنے خاندان کے معزز فرد تھے، اور جب حجاج بن یوسف ثقفی کو عراق کا والی بنایا گیا، تو انہوں نے اپنے خاندان کے ممتاز ترین افراد کو عہدہ سے سرفراز کیا، ان میں قاسم بھی تھے، جس کو بصرہ کا والی مقرر کیا گیا۔محمد بن قاسم کی ابتدائی تربیت بصرہ میں ہوئی، ۵/سال کی عمر میں ان کے والد انتقال کر گئے۔محمد بن قاسم عراق کے شہر بصرہ کے رہنے والے تھے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بھی، جن کی وفات باختلاف روایت ۹۱ یا ۹۲ یا ۹۳ھ میں ہوئی وہیں قیام فرما تھے۔اس وقت محمد بن قاسم کی عمر ۲۸ برس تھی اور وہ بلاد فارس اور خطہ ہند میں مصروف جہاد تھے۔یقین ہے کہ محمد بن قاسم نے حضرت انس بن مالک کو دیکھا ہوگا، اہل بصرہ کی طرح ان سے ملے ہوں گے، اور ان سے استفادہ کیا ہوگا۔حجاج بن یوسف کا تعلق قبیلہ بنو ثقیف سے تھا۔اسی قبیلے سے محمد بن قاسم کا تعلق تھا، ۸۳ھ میں حجاج بن یوسف نے محمد بن قاسم کو فارس کی مہم پر روانہ کیا اور کردوں کی سرکوبی کا حکم دیا۔محمد بن قاسم نے نہایت ہی بہادری، سرگرمی اور جنگی حکمت عملی سے یہ خدمت سر انجام دی اور کردوں کے مقابلے میں کامیاب رہے۔مکران کا علاقہ پہلے ہی فتح ہو کر اسلامی ریاست کا حصہ بن چکا تھا، سندھ کے علاقے پر بھی مسلمان حملے آور ہوتے رہے تھے اور اس کے کچھ علاقے فتح بھی ہو چکے تھے؛ لیکن اس کی مکمل فتح کا منصوبہ نہیں بنایا گیا، اسی زمانے میں سندھ کے راجہ داہر کی فوجوں نے لنکا سے آنے والے مسلمان تاجروں کی بیواؤں اور بچوں کے جہاز کو لوٹ لیا اور انہیں قید کر لیا۔سندھ کے راجہ داہر نے باغیوں کو پناہ دے رکھا تھا اور جب ان سے اس کے بارے میں خبر دی گئی تو انہوں نے سرمو انحراف کیا اور سرحدوں پر حملہ بھی کروایا، تو والی عراق حجاج بن یوسف ثقفی نے اپنے بھتیجے محمد بن قاسم کو جو مکران کے گورنر بھی تھے، باقاعدہ سندھ کی جانب چھ ہزار فوجوں کے ساتھ روانہ کیا۔ ۷۱۱ء میں فتوحات سندھ کا آغاز ہوا، قزپور (پنج گور)، رابیل (ارمن بیلہ) کی فتح کے بعد سلطنت سندھ کے اہم ترین شہر دیبل کو فتح کر لیا گیا۔راجہ داہر فرار ہوا، محمد بن قاسم نے وہاں کا نظام درست کیا، چار ہزار مسلمان شہر میں آباد کئے گئے اور ایک مسجد تعمیر کرائی گئی۔دیبل کی فتح سے گھبرا کر نیرون کے راجہ نے صلح کر لی، شری ویدس کا علاقہ فتح ہوا، وہاں کے بدھ حاکموں نے بھی صلح کر لی، اور اس طرح پورا دریائے سندھ کا علاقہ قبضے میں آ گیا۔بھرج کے لوگوں سے صلح کر کے سیوستان کی طرف پیش قدمی کی اور اس کو فتح کیا، سندھ کے پایہ تخت برہمن آباد پر حملہ کرنے کی اجازت ملی تو راستے کے علاقے فتح کرتے ہوئے سندھ پر حملہ آور ہوئے اور سخت محاصرہ کے بعد اس کو بھی فتح کر لیا۔راجہ داہر خود بھی مارا گیا، پھر بہرور اور دھلیلا کے قلعوں کے علاوہ ارور کے علاقے فتح ہوئے، اس کے بعد ارور کے قلع پر صلح کے ذریعہ فتح کر کے بابیہ اور اسکندہ کو فتح کیا گیا، اس کے بعد دریائے چناب عبور کر کے ملتان شہر پر حملہ کیا اور ۹۶ھ میں فتح کر لیا۔یہ خلافت اموی میں محمد بن قاسم ثقفی کی آخری اور بڑی فتح تھی۔

محمد بن قاسم نوجوان تھا، عربی النسل تھا، فنون حرب وضرب میں مہارت تامہ حاصل تھی، بہادری وشجاعت کا مالک، دلیری و جذبہ ایثار اور اسلام کے تئیں قربانی اس کے رگ و پے میں سرایت کیے ہوئے تھی۔حجاج بن یوسف ثقفی کا سچا سپہ سالار تھا، فاتح سندھ کے لقب سے ملقب کیا گیا، اور ہندوستان کے لیے ایک راستہ ہموار کیا، جس سے بعد میں فتوحات کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوتا گیا۔

☆☆☆

کورونا وائرس سے متعلق چند جدید مسائل

(امانت علی، پی ایچ ڈی)

کورونا وائرس کی وجہ سے دنیا نے جن حالات کا سامنا کیا ہے اور جو مسائل پیدا ہوئے ہیں وہ کسی تعارف و دلائل کے محتاج نہیں ہیں۔تمام ہی شعبہ حیات متاثر ہوئے۔زندگی کے ہر مرحلے میں دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا۔معیشت، تعلیم، سفر، ہر شعبے میں لوگ پریشان ہوئے۔حد یہ ہے کہ مذہبی معاملات میں بھی دقت و دشواری کا سامنا کرنا پڑا، اور ایسا محسوس ہوا کہ شاید تاریخ میں پہلی مرتبہ لوگوں کو عبادتوں سے روک دیا گیا، ان کے مذہبی امور پر پابندی لگادی گئی۔حج جیسے مقدس فریضے کے لیے بھی دو سال سے بہت سے ممالک کے لوگ محروم ہیں۔جمعہ وعیدین کے لیے مسائل کا سامنا کرنا پڑا۔آخری رسومات کی ادائیگی میں بھی دقتیں پیش آئیں۔

کورونا کے ماحول میں مسجد میں جماعت ثانیہ کا حکم

کورونا کے ماحول میں اکثر جگہوں پر مساجد کو بند کردیا گیا تھا، یا صرف پانچ افراد کو نماز پڑھنے کی اجازت تھی اور اب بظاہر یہ صورت حال نہیں رہی ہے؛ لیکن آج بھی کسی حد تک پابندی برقرار ہے اور بڑی جماعت کرنے کی اجازت نہیں ہے، ایسی صورت میں اگر چند لوگ جماعت سے مسجد میں نماز پڑھ لیں تو باقی حضرات کس طرح نماز پڑھیں گے؟ کیا وہ مسجد میں دوبارہ جماعت کریں یا اپنے گھروں میں جماعت سے نماز پڑھیں یا تنہا نماز پڑھیں آخر کون سی صورت مزاج شریعت سے زیادہ قریب ہے؟ اس کا حکم یہ ہے کہ عام حالات میں مسجد میں دوسری جماعت کی اجازت نہیں ہے اور یہ جمہور کا مسلک ہے؛ لیکن ظاہر ہے کہ حالات کے بدلنے سے حکم بدلتا ہے اور شریعت میں اس کی بہت سی مثالیں ہیں۔دوسری جماعت کی ممانعت کی اصل وجہ اجتماعیت کا اظہار ہے، موجودہ حالات میں اجتماعیت کا اظہار اسی میں ہے کہ متعدد جماعت کی جائے تاکہ اجتماعیت کا مظاہرہ بھی ہو اور لوگوں کا رشتہ مسجد کی جماعت کے ساتھ قائم رہے، اگر اس طرح کے ناگفتہ بہ حالات میں جماعت ثانیہ کی اجازت نہیں دی جائے گی تو بہت سے لوگ جماعت سے اور بہت سے لوگ نماز سے ہی محروم ہوجائیں گے۔ اسی طرح موجودہ حالات میں ایک مسجد میں متعدد جمعہ قائم کرنے کی اجازت ہوگی۔

جو لوگ جمعہ میں شریک نہ ہوسکیں وہ تنہا ظہر پڑھیں یا جماعت سے؟

جو لوگ حکومتی پابندی کی وجہ سے جمعہ میں شریک نہیں ہوسکتے ہیں وہ اگر گھر پر جمعہ کی نماز پڑھ سکتے ہوں تو جماعت بنا کر گھر میں جمعہ کی نماز پڑھیں اور اگر جماعت بنانا ممکن نہ ہو تو تنہا ظہر کی نماز پڑھ لیں ان کے لیے ظہر کی جماعت بنانا درست نہیں ہے: اس لیے کہ اس سے جمعہ اور ظہر کا اجتماع لازم آئے گا؛ جب کہ اس کی کوئی نظیر نہیں ہے کہ ایک ہی جگہ جمعہ بھی ہو اور جن کی جمعہ نہ ہو وہ ظہر کی نماز جماعت سے پڑھیں؛ ہاں اس کی نظیر ملتی ہے کہ جو لوگ جمعہ میں شریک نہ ہوسکیں وہ تنہا ظہر کی نماز پڑھ لیں جیسا کہ قیدی اور بیمار حضرات کو حکم ہے کہ وہ جمعہ کی نماز ہوجانے کے بعد ظہر کی تنہا نماز پڑھ لیں۔حضرات فقہا نے معذورین اور قیدیوں کے لیے ظہر کی جماعت کو مکروہ لکھا ہے۔نیز جمعہ کی جماعت کے ساتھ ظہر کی بھی جماعت ہونے کی صورت میں معارضہ کی صورت پیدا ہوگی کہ ایک دینی شعار کے مقابلہ میں دوسرا دینی عمل انجام دیا جائے؛ اس لیے جن مقامات پر جمعہ کی جماعت ہو وہاں ظہر کی جماعت کو حضرات فقہا نے مکروہ قرار دیا ہے۔

کورونا میں مرنے والوں کے غسل کا حکم

میت کو غسل دینا واجب اور ضروری ہے؛ بلکہ نماز جنازہ کی صحت کے لیے شرط ہے اگر بلا غسل کے میت پر نماز پڑھی گئی تو وہ نماز درست نہ ہوگی؛ بلکہ غسل کے بعد نماز کا اعادہ ضروری ہوگا۔اس لیے حتی الامکان کوشش کی جائے کہ میت کو غسل ضرور دیا جائے، عالمی ادارہ صحت نے بھی اس کی وضاحت کی ہے کہ میت کو چھونے سے بیماری نہیں پھیلتی ہے؛ اس لیے محض خوف کی وجہ سے میت کے غسل شرعی جیسے فریضہ کو ترک کرنا جائز نہیں۔ہاں اگر اندیشہ قوی ہو اور حکومتی ہدایات بھی سخت ہوں تو ایسی صورت میں جس طرح احتیاطی تدابیر کے ساتھ ڈاکٹر علاج کرتے ہیں اور نرسیں دیکھ بھال کرتی ہیں؛ اسی طرح احتیاطی تدابیر کے ساتھ ان کے غسل کا بھی اہتمام کیا جائے۔کم ازکم پائپ کے ذریعہ ہی اس کے جسم پر اچھی طرح پانی پہونچا دیا جائے، مجبوری میں پانی کے بہانے کو بھی غسل کے درجہ میں رکھا گیا ہے۔اگر ہسپتال کی طرف سے میت کو پلاسٹک میں پیک کرکے دیا جارہا ہو اور اس کو کھولنے کی اجازت نہ ہو تو بھی غسل کی حتی الامکان کوشش کی جائے، اس صورت میں ہسپتال کے عملہ کو بھی غسل کے لیے تیار کیا جاسکتا ہے وہ غسل دے کر میت کو کور میں پیک کریں ان کا دیا ہوا غسل بھی کافی ہوجائے گا۔اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو میت کو کور میں پیک کرنے سے پہلے اس کو تیمم کرا دیا جائے، یہ تیمم غسل کے قائم مقام ہوجائے گا۔

لیکن اگر غسل اور تیمم بھی نہ کیا گیا اور مکمل پیک کرکے اس طرح دیا گیا کہ اس کو کھولنا ممکن نہیں ہے اس طور پر کہ حکومتی عملہ بھی ساتھ میں ہے جو اس کے لیے تیار نہیں ہے تو ایسی صورت میں میت سے غسل کا حکم ساقط ہوجائے گا اور اس میت پر بلا غسل کے ہی جنازہ کی نماز پڑھی جائے گی۔اس پر کی نظیر یہ ہے کہ اگر کسی شخص کے دونوں ہاتھ کٹے ہوں تو اس سے غسل کا فریضہ ساقط ہوجاتا ہے۔مقطوع الیدین والرجلین سے وضو کا حکم ساقط ہوجاتا ہے؛ اس لیے کہ وضو اور تیمم کا محل باقی نہیں رہا، اسی طرح جس شخص کو بلا غسل کے اس طرح کور میں لپیٹ دیا گیا کہ اس کو کھولنا ممکن نہیں ہے تو وہ شخص غسل کا محل باقی نہیں رہا اس سے غسل کا حکم ساقط ہوجائے گا۔اور اگر حکومت کی طرف سے ان کو دفن بھی کردیا گیا تو اس سے بھی غسل کا حکم ساقط ہوجائے گا اس کو قبر سے نکال کر دوبارہ غسل نہیں دیا جائے گا۔

کورونا میں مرنے والوں کی نماز جنازہ کا حکم

جو لوگ کرونا میں انتقال کرجاتے ہیں ان پر بھی عام میت کی طرح جنازہ کی نماز پڑھی جائے گی۔اس لیے کہ نماز جنازہ فرض کفایہ ہے، اگر چند لوگ بھی یہ فریضہ ادا کردیں تو باقی لوگوں سے یہ فریضہ ساقط ہوجائے گا۔

اگر کسی مجبوری سے حکومت کی طرف سے میت کو حوالے نہ کیا جائے، سرکاری عملہ خود ہی میت کو تدفین کے لیے لے جائے تو قبرستان میں ہی چند لوگوں کو نماز پڑھ لینی چاہیے، اس سے فریضہ ساقط ہوجائے گا۔لیکن اگر سرکاری عملہ نے میت حوالے نہیں کیا؛ بلکہ ازخود ہی تدفین کردی تو ایسی صورت میں اگر قبر معلوم ہو تو میت کے پھولنے پھٹنے سے پہلے قبر پر جنازہ کی نماز پڑھی جاسکتی ہے اور اگر سرکاری عملہ نے ازخود تدفین کردی، اس کے بعد اطلاع دی اور جائے تدفین بھی نہیں بتایا تو کیا اس صورت میں جنازہ کی نماز بھی ساقط ہوجائے گی یا اس پر غائبانہ نماز پڑھی جاسکتی ہے؟ اس سلسلے میں عرض ہے کہ احناف کے یہاں غائبانہ نماز جنازہ مکروہ ہے اور عام حالات میں اسی پر عمل بھی ہے کہ غائبانہ نماز جنازہ مکروہ ہے۔

لیکن یہ اس صورت میں ہے کہ جب کہ اس پر کچھ لوگوں نے جنازہ کی نماز پڑھ کر فرض کفایہ ادا کردیا ہے؛ لیکن اگر کسی شخص پر جنازہ کی نماز ہوئی ہی نہیں، مثلاً کوئی مسلمان فساد کے زمانے میں دشمن کے علاقے میں مارا گیا اور دشمنوں نے اس کو بلا نماز کے دفن کردیا یا جیسے کہ موجودہ حالات میں سرکاری عملہ نے دفن کردیا اور جائے تدفین کی بھی اطلاع نہیں دی تو اس طرح کے استثنائی صورت میں غائبانہ نماز جنازہ کی گنجائش معلوم ہوتی ہے۔علامہ عینی نے عمدۃ القاری میں ذکر کیا ہے کہ اگر کسی کا انتقال ایسی جگہ میں ہو کہ اس پر کسی نے نماز نہ پڑھی ہو تو ایسی صورت میں اس پر غائبانہ نماز جنازہ پڑھی جاسکتی ہے؛ اس لیے کہ میت کا ایک حق یہ بھی ہے کہ اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے اگر کسی شخص پر کسی نے بھی نماز جنازہ نہیں پڑھی تو اس کا یہ حق فوت ہوگا۔

☆☆☆

وفیات کورونا

(مجتبیٰ فاروق، پی ایچ ڈی)

زیر نظر مضمون میں ان علمی شخصیات کا مختصر تعارف آپ کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے جن کا گزشتہ چھ مہینوں میں انتقال ہوا ہے۔

ڈاکٹر محمد رفعت، دہلی (م: ۸ر جنوری ۲۰۲۱ء)

ان کا اکیڈمک بیک گراؤنڈ سائنس تھا اور اس بیک گراؤنڈ میں رہتے ہوئے اسلام کی خدمت مؤثر انداز میں کرتے رہے۔انھوں نے پندرہ کتابیں اور سینکڑوں کی تعداد میں مقالات و مضامین لکھیں.ان کی چند کتب کے نام یہ ہیں:

امت مسلمہ کا نظام اجتماعی، ۲.فرد معاشرہ اور ریاست، ۳.دعوت اور جہاد عصر حاضر کے تناظر میں، ۴.امت مسلمہ کا مشن اور خود شناسی ۵. اسلامی تحریک سفر اور سمت سفر۔ ڈاکٹر رفعت نے اسلامی فکر، اسلامائزیشن آف نالج، اسلام اور مغرب، سائنسی مباحث، سوشل سائنس کے خدوخال اور اقامت دین کی تشریح وتوضیح جیسے موضوعات پر لکھتے رہتے تھے۔

حافظ ثناء اللہ، لاہور (م: ۷ر فروری ۲۰۲۱ء)

ان کا اہم علمی کارنامہ سنن الترمذی کی عربی زبان میں شرح ہے جس کا نام "جائزۃ الاحوذی" ہے۔یہ شرح بہت اچھی شرح مانی جاتی ہے۔تین جلدوں میں چھپی ہے۔یہ احادیث کی تشریح وتوضیح کے سلسلے میں اہم ترین خدمت ہے۔اس کے ساتھ ساتھ فتوی نویسی کا کام بھی کرتے رہے۔ان کے فتاوی چار جلدوں میں شائع ہوچکے ہیں اور ہر جلد ضخیم ہے۔پہلی جلد نوسو صفحات پر مشتمل ہے۔

ڈاکٹر مالک بدری، سوڈان (م: ۸ر فروری ۲۰۲۱ء)

انھوں نے اسلامائزیشن آف سایئکالوجی پر کئی اہم کتابیں لکھیں۔ان کی چند اہم کتابیں یہ ہیں: 1-The Islamization of Psychology-Dilemma of Muslim Psychologists 2: Muslim psychologist-'3''Who''and its''how', its''What', its''Why'Its in Lizard's hole 4-Conteplation: An Islamic Psychospiritual Study

محمد علی الصابونی، شام (م: ۱۹ر مارچ ۲۰۲۱ء)

محمد علی صابونی 1930ء میں شام میں ایک مذہبی گھرانے میں پیدا ہوئے۔قرآنیات اور تفسیر ان کا دلچسپ موضوع تھا اور اسی کو انھوں نے اپنی فکر وتحقیق کا موضوع بھی بنایا اور اس میں کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ان کا سب سے بڑا کارنامہ وہ تفسیر ہے جس کو دنیا "صفوۃ التفاسیر" کے نام سے جانتی ہے۔یہ دور حاضر کی جدید اسلوب میں ایک اہم تفسیر ہے۔قرآنیات میں ان کی دیگر تصنیفات کے نام یہ ہیں: 1-روائع البیان فی تفسیر آیات الأحکام. 2-قبس من نور القرآن الکریم. 3-إیجاز البیان فی سور القرآن 4التبیان فی علوم القرآن 5المقتطف من عیون التفاسیر (للمنصوری).

پروفیسر عبید اللہ فراہی، اعظم گڑھ (م: ۲۹ر اپریل ۲۰۲۱ء)

پروفیسر عبید اللہ فراہی کو اہل علم میں مکتبہ فراہی کے ترجمان کی حیثیت سے پہچانے جاتے ہیں۔انھوں نے علامہ فراہیؒ کے قرآنی افکار کو مرتب کرنے کا اہم کام انجام دیا۔انھوں نے فراہی صاحب کی "بلاغۃ القرآن" بھی ترتیب دیا اور اس کا ترجمہ بھی کیا۔اس کے علاوہ "دین وشریعت افادات فراہی" کو بھی ترتیب دیا ہے۔"امام فراہی کے قرآنی حواشی" کو نہ صرف ترتیب دیا؛ بلکہ ترجمہ بھی کیا۔

ڈاکٹر ھند شلبي، تیونس (م: ۲۵ر جون ۲۰۲۱ء)

ڈاکٹر ھند شلبي تیونس کے ایک علمی گھر سے تعلق رکھتی تھیں۔ڈاکٹر ھند شلبي نے کم عمری میں ہی قرآن مجید حفظ کیا۔ھند نے زیتونیہ یونیورسٹی سے "القراءات بأفریقیة منذ الفتح إلی منتصف القرن الخامس" کے موضوع پر ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ھند شلبي علوم اسلامیہ بالخصوص قرآنیات کی ماہر تھیں۔ھند شلبي نے قرآنیات پر کئی اہم کتابیں لکھیں جن میں سے چند یہ ہیں: 1-"التصاریف: تفسیر القرآن مما اشتبہت أسماؤہ وتصرفت معانیہ" 2-"القراءات بأفریقیة منذ الفتح إلی منتصف القرن الخامس" 3-"تفسیر یحیی بن سلام"

ڈاکٹر محمد محسن خان، افغانستان (م: ۱۵ر جولائی ۲۰۲۱ء)

انھوں نے مراکشی عالم دین ڈاکٹر تقی الدین الہلالی کے ساتھ مل کر قرآن مجید کا ترجمہ وتفسیر لکھا۔ڈاکٹر تقی الدین الہلالی اور ڈاکٹر محمد محسن خاں کے ترجمہ وتفسیر کا نام The Interpretaion of the meanings of the Noble Qura'n ہے۔یہ پہلی بار 1977ء میں شائع ہوئی اور اس کے بعد یہ ترجمہ وتفسیر مسلسل شائع ہوتا رہا۔اس تفسیر میں احادیث کی روشنی میں آیات کی تشریح کی گئی۔سب سے زیادہ احادیث صحیح البخاری سے اخذ کئے گئے ہیں۔اس ترجمہ وتفسیر میں زبان بھی آسان اور عام فہم استعمال کی گئی ہے۔یہ معتبر ترجمہ وتفسیر ہے۔اس کے علاوہ ڈاکٹر محسن خان کا ایک اہم علمی کارنامہ یہ ہے کہ انھوں نے صحیح البخاری کا آسان زبان میں ترجمہ کیا۔

سید حامد عبد الرحمٰن الکاف، حیدرآباد (م: ۲۴ر جولائی ۲۰۲۱ء)

ان کا سب سے اہم کام یہ ہے کہ انھوں نے قرآن مجید کا انگریزی زبان میں نہایت شستہ ترجمہ اور تفسیر لکھا جس کا نام The Simplefied Qur'an ہے۔یہ انگریزی ترجمہ انھوں نے براہِ راست عربی زبان سے کیا اور یہ متن قرآن سے قریب تر ترجمہ ہے۔اس میں نظم قرآن کا خاص اہتمام کیا گیا۔الکاف صاحب نے اسلامی اقتصادیات پر بھی خوب لکھا۔نیز انھوں نے قرآنک اٹلاس اور سیرت اٹلاس پر بھی کام کیا۔

ڈاکٹر عبد الحمید ابوسلیمان، مکہ مکرمہ (م: ۱۸ر اگست ۲۰۲۱ء)

ڈاکٹر عبد الحمید ابوسلیمان انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی آف ملیشیا کے سابق ریکٹر بھی رہ چکے ہیں اور معروف اسلامی تھنک ٹینک انٹرنیشنل انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک تھاٹ کے بھی صدر رہ چکے ہیں۔انھوں نے اسلامی فکر پر کئی اہم کتابیں لکھیں۔ڈاکٹر ابوسلیمان نے نالج آف اسلامائزیشن کے کئی پہلوؤں پر کام کیا ہے۔انھوں نے قرآن کی روشنی میں World View پر مدلل بحث کی اور قرآن کے تناظر میں نصاب سازی پر بھی کام کیا۔انھوں نے مسلمانوں کے ذہنوں کا تحلیلی اور تجزیاتی مطالعہ پیش کیا۔

☆☆☆

نئی کتاب

ہندوستانی مسلمان اور اسلامی تشخص: مسائل اور حل

تالیف: پروفیسر محمد فہیم اختر ندوی تعارف: مجتبیٰ فاروق (پی ایچ ڈی)

ہندوستانی مسلمانوں کا تشخص، ان کے مسائل اور اسلامی تہذیب کو درپیش چلینجز اس وقت سنجیدہ مسئلہ ہے۔ان مسائل اور چلینجز کی طرف توجہ مرکوز کرنا وقت کا تجدیدی کام ہے۔زیر نظر کتاب "ہندوستانی مسلمان اور اسلامی تشخص" ان ہی مسائل اور چلینجز کا جواب ہے۔کتاب کے مصنف پروفیسر محمد فہیم اختر ندوی صاحب ہیں۔یہ کتاب چار ابواب پر مشتمل ہے۔پہلا باب بعنوان "ہندوستانی مسلمان اور اسلامی تہذیب" ہے جس میں اسلام کو ہندوستان میں درپیش چلینجز، ہندوستان میں اسلامی تہذیب کی بقا، اسلامی تشخص کی شناخت، نسل نو کی اسلامی وابستگی، اسلامی تہذیب کے خدوخال اور مسلم سماج میں درآنے والے غیر اسلامی تہذیبی مظاہر پر گفتگو ہے۔دوسرا باب "دستور ہند اور اسلامی تناظر" کے عنوان سے ہے جس میں ملک کے دستور کو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں دیکھتے ہوئے امن وانصاف اور مساوات واخوت کے دستوری نقوش کو اجاگر کیا گیا ہے۔تیسرا باب "مسلکی اختلاف اور اسلامی اتحاد" کے عنوان کے تحت ہے۔اس باب میں بتایا گیا ہے کہ اختلاف رحمت ہے، زحمت نہیں۔یہ باب مسلکی اختلافات کی درست تفہیم اور اتحاد کے نکات کی رہنمائی پیش کرتا ہے۔پھر آخری باب میں مسلم اقلیت کے لیے اسلامی اقدار کی بحالی اور حقوق کی بازیافت کا سبق ہے۔

زیر نظر کتاب دراصل ان مقالات ومضامین کا مجموعہ ہے جو گزشتہ چند برسوں کے اندر وقتاً فوقتاً لکھے گئے ہیں جن میں سے بعض مختلف رسائل وجرائد میں شائع ہوئے ہیں، بعض مقالات کانفرنسوں میں پڑھے گئے ہیں جو ابھی تک غیر مطبع تھے۔ان مقالات ومضامین میں اسلامی تشخص سے وابستگی، مسلکی اتحاد نسل نو کی اسلامی تربیت، ملکی دستور کے عناصر اور انسانی حقوق کے اسلامی تناظر جیسے موضوعات پر گفتگو کی گئی ہے۔کئی مضامین و مقالات ادھر حال ہی میں لکھے گئے ہیں، جن میں موجودہ حالات میں اسلامی نظام حیات اور اسلامی فکر کو درپیش چلینجز پر مدلل گفتگو کی گئی ہے۔یہ سبھی مقالات ومضامین نہایت فکر انگیز اور پُر مغز ہیں۔مصنف مقدمہ میں کتاب کے بارے میں لکھتے ہیں کہ یہ کتاب موجودہ حالات کی عکاسی کررہی ہے، اس میں حالات سے آگاہی بھی ہے، اپنے سرمایے کی قیمت اور اس کی موجودہ ضرورت کا احساس بھی، جو عزائم کو سینوں میں بے دار، نگاہوں کو تلوار اور جوانوں کو ہوشیار کرتا ہے۔

پروفیسر صاحب ایک معروف علمی شخصیت ہیں اور علمی حلقوں میں ایک منفرد پہچان رکھتے ہیں۔قرآن، حدث اور فقہ پر گہری نگاہ رکھتے ہیں اور قرآن وحدیث سے ان کی تحریریں مزین ہوتی ہیں۔فقہ اسلامی ان کا تحقیقی میدان ہے؛ لیکن متنوع موضوعات پر ان کی نگارشات منصۂ شہود پر آتی رہتی ہیں۔انھوں نے اب تک پچیس سے زائد کتابیں لکھی ہیں۔پروفیسر موصوف حالات حاضرہ پر بھی گہری نگاہ رکھتے ہیں۔عام طور پر مسلم دانشوروں اور اسکالرز کی تحریروں میں حالات کا تجزیہ تو ہوتا ہے لیکن ناسازگار حالات اور قوم وملت کو زبوں حالی سے کیسے نکالا جائے، اس پر بہت کم لکھا جاتا ہے۔آپ کی تحریروں کی ایک خاص بات یہ ہوتی ہے کہ آپ نہ صرف گہرائی سے حالات اور ایشوز کا تجزیہ کرتے ہیں؛ بلکہ سوچنے سمجھنے کا زاویہ بھی متعین کرتے ہیں اور فکر اسلامی کے تناظر میں ٹھوس حل بھی پیش کرتے ہیں۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ڈاکٹر ندوی صاحب کو اس علمی خدمت کے لیے بہترین اجر سے نوازے اور تمام اہل علم وقارئین کو اس سے استفادہ کا موقع فراہم کرے۔آمین

☆☆☆

شعبہ کی علمی اور ثقافتی سرگرمیاں

(عزیر عالم، ایم اے، سال دوم)

گزشتہ شمارہ میں دسمبر 2020 تک کی رپوٹ پیش کی گئی تھی۔اس شمارہ میں جنوری تا اگست 2021ء کی اجمالی رپوٹ پیش کی جارہی ہے۔

توسیعی خطاب

25/ مارچ 2021 کو شعبہ میں ''ماحولیاتی اخلاقیات کے سائنسی پہلو قرآن کریم کے تناظر میں: ایک جائزہ'' کے عنوان پر ایک آن لائن توسیعی خطبہ کا انعقاد عمل میں آیا جس میں شعبہ اسلامک اسٹڈیز، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے سابق چیرمین پروفیسر عبدالعلی صاحب نے توسیعی خطبہ پیش کیا۔انہوں نے قرآن کریم کے تناظر میں ماحولیاتی اخلاقیات کے سائنسی پہلو پر مدلل ومفصل گفتگو کی۔

27/ اگست 2021 کو بعنوان ''دکنی اردو میں علمی سرمایہ'' پر دوسرے آن لائن توسیعی خطبہ کا انعقاد عمل میں آیا، جس میں اسکول برائے لسانیات: السنہ وہندوستانیات مانو کے ڈین پروفیسر نسیم الدین فریس صاحب نے اپنا قیمتی خطبہ پیش کیا اور دکنی اردو میں علمی سرمایہ پر محققانہ گفتگو کی۔

اسلامی مطالعات فورم

21/ اپریل 2021 کو شعبہ اسلامک اسٹڈیز، مانو کی جانب سے پروفیسر اشتیاق دانش کے انتقال پر ایک تعزیتی نشست منعقد ہوئی۔ 23/ جون 2021 کو ایک آن لائن لکچر کرایا گیا جس میں محترمہ ذیشان سارہ (اسسٹینٹ پروفیسر شعبہ اسلامک اسٹڈیز، مانو) اور جناب عاطف عمران (گیسٹ فیکلٹی شعبہ اسلامک اسٹڈیز، مانو) نے ''نصابی کتب کی تلاش اور مطالعہ: افادیت اور طریقہ کار'' کے عنوان پر گفتگو کی۔

نیشنل سیمینار

7و8/ اپریل 2021 کو شعبہ اسلامک اسٹڈیز مانو اور آئی او ایس نئی دہلی کے اشتراک سے ''دکن کی مسلم حکومتوں کے دور میں اسلامی علوم'' کے عنوان سے دوروزہ نیشنل سیمینار کا انعقاد عمل میں آیا جس کی کورڈینٹر محترمہ ذیشان سارہ (اسٹنٹ پروفیسر) تھیں۔ اس سیمینار میں مختلف موضوعات پر ۴۵ قیمتی مقالات پڑھے گئے۔ 11و12/ اپریل 2021 کو شعبہ اسلامک اسٹڈیز مانو اور اسلامک فقہ اکیڈمی نئی دہلی کے اشتراک سے دوروزہ نیشنل سیمینار بعنوان ''مسلم غیر مسلم مخلوط معاشرہ: بقائے باہم کی مشترکی بنیادیں'' منعقد ہوا جس میں الگ الگ موضوعات پر مقالات پیش کئے گئے اس سیمینار کے کورڈینیٹر ڈاکٹر شکیل احمد (اسٹنٹ پروفیسر) تھے۔

بزم طلبہ اور بزم تحقیق کی علمی سرگرمیاں

4/ جنوری 2021 بزم طلبہ کی جانب سے نئے طلبہ کے لیے آن لائن اوریئنٹیشن پروگرام منعقد کیا گیا۔ 31/ اگست 2021ء کو بزم تحقیق کی جانب سے بعنوان ''قرآن کریم کے انگریزی تراجم: ایک سروے'' پر آن لائن ایک پروگرام منعقد کیا گیا جس میں جناب مجتبی فاروق (ریسرچ اسکالر شعبہ اسلامک اسٹڈیز مانو) نے مقالہ پیش کیا۔اس میں پروفیسر محمد اسحاق (شعبہ اسلامک اسٹڈیز جامعہ ملیہ اسلامیہ) نے صدارتی گفتگو کی اور پروفیسر محمد فہیم اختر ندوی (صدر شعبہ اسلامک اسٹڈیز مانو) نے اختتامی کلمات پیش کئے۔

شعبہ کے اساتذہ کی علمی سرگرمیاں

پروفیسر محمد فہیم اختر ندوی (صدر شعبہ)

آئی او ایس نئی دہلی سے 2021 میں آپ کی کتاب ''ہندوستانی مسلمان اور اسلامی تشخص'' کے نام سے طبع ہوئی۔نئی دہلی سے 2021 میں آپ کی کتاب ''صبح کی بات'' کے نام سے طبع ہوئی۔نئی دہلی سے 2021 میں آپ کی کتاب ''دہلی سلطنت کی سیاسی، تہذیبی اور علمی تاریخ'' کے نام سے طبع ہوئی۔ 31/ جنوری 2021 کو ادارہ تحقیق وتصنیف اسلامی علی گڑھ کی جانب سے منعقدہ سمینار میں ''ڈاکٹر رفعت کا نظریہ تحقیق'' کے عنوان پر مقالہ پیش کیا۔ 6 تا 7/ فروری 2021 کو آئی او ایس نئی دہلی کی جانب سے دوروزہ انٹرنیشنل سمینار میں ''وزیر اعظم انڈونیشیا ڈاکٹر ناصر'' کے عنوان پر مقالہ پڑھا۔ 15/ فروری 2021 کو آئی او ایس کولکاتا کی جانب سے منعقدہ پانچ روزہ ونٹر اسکول پروگرام میں بعنوان ''وحی اور اس کی تطبیقات'' پر خطاب پیش کیا۔ 28/ مارچ 2021 کو شعبہ اسلامک اسٹڈیز علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کی جانب سے منعقدہ سمینار میں ''تصوف ہندوستانی تناظر میں'' کے موضوع پر خطاب پیش کیا۔ 7 تا 8/ اپریل کو اسلامک اسٹڈیز مانو اور آئی او ایس نئی دہلی کے اشتراک سے منعقدہ دوروزہ نیشنل سمینار میں ''دکن کی مسلم حکومتوں کے دور میں اسلامی علوم'' کے موضوع پر افتتاحی خطبہ پیش کیا۔ 11 تا 12/ اپریل 2021 کو شعبہ اسلامک اسٹڈیز مانو اور اسلامک فقہ اکیڈمی کے اشتراک سے منعقدہ دوروزہ نیشنل سمینار میں ''مخلوط معاشرہ میں بقائے باہم کی مشترکہ بنیادیں'' کے عنوان پر افتتاحی خطبہ پیش کیا۔ 14/ جولائی 2021 کو دارالعلوم سبیل السلام حیدرآباد کی جانب سے منعقدہ پروگرام میں ''ہندو مسلم تعلقات: اہمیت اور تقاضے'' کے موضوع پر خطاب پیش کیا۔ 27/ اگست 2021 کو اسلامی مطالعات فورم کی جانب سے منعقدہ پروگرام بعنوان ''دکنی اردو میں علمی سرمایہ'' میں اختتامی کلمات پیش کیے۔ 28 اگست 2021 کو بصیرت آن لائن کے مباحثہ پروگرام بعنوان ''نئی تعلیمی پالیسی 2020 اور ہماری ذمہ داریاں'' میں بحیثیت ریسورس پرسن شرکت کی۔ 31/ اگست 2021 کو بزم تحقیق کی جانب سے منعقدہ پروگرام بعنوان ''قرآن کریم کے انگریزی تراجم: ایک سروے'' میں اختتامی کلمات پیش کئے۔اس کے علاوہ مانو کی مختلف کمیٹیوں کی میٹنگوں میں صدارت اور شرکت کی اور متعدد پی ایچ ڈی مقالات پر رپوٹس پیش کی۔

ڈاکٹر عرفان احمد (اسسٹینٹ پروفیسر)

30 دسمبر 2020 تا 12 جنوری 2021 کو یو جی سی، ایچ آر ڈی سی، جامعہ ملیہ اسلامیہ نئی دہلی کی جانب سے منعقدہ ''دوہفتہ ریفریشر کورس ان ویسٹ ایشئن اسٹڈیز'' پروگرام میں شرکت کی۔ 7 تا 8 اپریل کو شعبہ اسلامک اسٹڈیز مانو اور آئی او ایس نئی دہلی کے اشتراک سے منعقدہ دوروزہ نیشنل سمینار میں بعنوان ''چند مورخین دکن اور اس کی تاریخی تصنیفات'' پر مقالہ پیش کیا۔ 11 تا 12 اپریل 2021 کو شعبہ اسلامک اسٹڈیز اور اسلامک فقہ اکیڈمی نئی دہلی کے اشتراک سے منعقدہ دورازہ نیشنل سمینار میں بعنوان ''عباسی عہد میں مذہبی رواداری'' پر مقالہ پیش کیا۔

ڈاکٹر شکیل احمد (اسسٹینٹ پروفیسر)

26/27 مارچ 2021 کو الحکمہ فاؤنڈیشن کی جانب سے ''اردو میں سائنسی اور سماجی علوم'' کے موضوع پر منعقدہ قومی سمینار میں ''اردو زبان میں سماجیات کی تدریس اور تحقیق: مسائل، مواقع اور امکانات'' کے عنوان سے مقالہ پیش کیا۔ 7 تا 8 اپریل 2021 کو شعبہ اسلامک اسٹڈیز، مانو اور انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز، نئی دہلی کی جانب سے منعقدہ دوروزہ قومی سمینار بعنوان ''دکن کی مسلم حکومتوں کے دور میں اسلامی علوم'' میں ''اسلامی علوم کے فروغ میں ڈاکٹر حمید اللہ کی خدمات'' کے عنوان پر مقالہ پیش کیا۔ 11 تا 12 اپریل 2021 کو شعبہ اسلامک اسٹڈیز، مانو اور اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا، نئی دہلی کی جانب سے ''مسلم غیر مسلم مخلوط معاشرہ: بقائے باہم کی مشترکہ بنیادیں'' کے موضوع پر منعقدہ دوروزہ قومی سمینار میں ''ہندوستان میں بقائے باہم کے لئے بین مذہبی مکالمہ: امکانی اور عملی پہلو'' کے عنوان سے مقالہ پیش کیا۔مذکورہ سیمینار کے آپ کوارڈینیٹر تھے۔ماہنامہ ''تہذیب الاخلاق'' علی گڑھ میں فروری 2021ء کے شمارہ میں ''ہندوستانی مذاہب کے ساتھ مکالمہ کے طریقے (شریعت کی روشنی میں)'' کے عنوان سے ایک مقالہ شائع ہوا۔سہ ماہی ''ادب وثقافت'' مانو، حیدرآباد میں مارچ 2021 کے شمارہ میں ''اردو زبان میں اسلامیات کی تدریس وتحقیق: مسائل، مواقع اور اہداف'' کے عنوان سے مقالہ شائع ہوا۔ ''Towards Excellence'' جرنل، گجرات یونیورسٹی، احمد آباد میں جون کے شمارہ میں "India and Arab World: Fusion of Art ,Culture and Tradition'' کے عنوان سے مقالہ شائع ہوا۔

محترمہ ذیشان سارہ (اسسٹینٹ پروفیسر)

ماہانہ میگزین ''المومنات'' لکھنؤ کے مارچ تا مئی 2021 کے شمارہ میں ''ازواج مطہرات اور رسول کریم کا طرز عمل'' کے عنوان سے ایک مضمون شائع ہوا۔ 7 تا 8 اپریل 2021 کو شعبہ اسلامک اسٹڈیز مانو اور آئی او ایس نئی دہلی کے اشتراک سے منعقدہ دوروزہ نیشنل سمینار میں بعنوان ''بہمنی دور میں اسلامی علوم کی ترقی'' پر مقالہ پیش کیا۔ 11 تا 12 اپریل 2021 کو شعبہ اسلامک اسٹڈیز مانو اور اسلامک فقہ اکیڈمی کے اشتراک سے منعقدہ دوروزہ نیشنل سمینار میں ''میثاق مدینہ کی عصری معنویت'' کے عنوان پر مقالہ پیش کیا۔

ڈاکٹر عاطف عمران (گیسٹ فیکلٹی)

انٹرنل جرنل کے مارچ 2020/2021 کے شمارہ میں ''فارسی ادب میں شرف الدین احمد یحیی منیری کی خدمات: ایک جائزہ'' کے عنوان سے ریسرچ پیپر شائع ہوا۔ 27 تا 28 مارچ 2021 کو شعبہ اسلامک اسٹڈیز علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کی جانب سے منعقدہ دوروزہ نیشنل سمینار میں ''ایتھیکل ٹریننگ ان دہ مونیسٹک سسٹم اینڈ اٹس امپیکٹ اون موڈرن اسپریچویلٹی (وتھ اسپیشل ریفرنس ٹودہ سلسلہ فردوسیہ)'' کے عنوان پر مقالہ پیش کیا۔ 7 تا 8 اپریل 2021 کو شعبہ اسلامک اسٹڈیز اور آئی او ایس نئی دہلی کے اشتراک سے منعقدہ دوروزہ نیشنل سمینار میں بعنوان ''عماد شاہی دور میں اسلامی علوم ایک جائزہ: شیخ عیسی جنداللہ کے خصوصی حوالے سے'' مقالہ پیش کیا۔ 11 تا 12 اپریل 2021 کو شعبہ اسلامک اسٹڈیز مانو اور اسلامک فقہ اکیڈمی کے اشتراک سے منعقدہ دوروزہ نیشنل سمینار میں ''ہندوستان کے مسلم حکمرانوں کے عہد میں مذہبی رواداری'' کے موضوع پر مقالہ پیش کیا اور آپ نے اخیر کے دونوں سمیناروں کی دونشست میں نظامت کے فرائض انجام دیئے۔

ریسرچ اسکالرز کی علمی سرگرمیاں

جناب عبدالرشید

مجلہ ''تہذیب الاخلاق'' اگست 2021 کے شمارہ میں عہد عباسی کے ہندوستانی اطبا'' کے موضوع پر ایک مضمون شائع ہوا۔

مجتبی فاروق

2 مارچ 2021 کو علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے دوروزہ سمینار میں بعنوان ''ہندوستان میں خواتین کی قرآن فہمی'' پر مقالہ پیش کیا۔ 7 تا 8 اپریل 2021 کو شعبہ اسلامک اسٹڈیز مانو اور آئی او ایس نئی دہلی کے اشتراک سے منعقدہ دوروزہ نیشنل سمینار میں ''دائرۃ المعارف کی علمی خدمات'' کے موضوع پر مقالہ پیش کیا۔ 11 تا 12 اپریل 2021 کو شعبہ اسلامک اسٹڈیز مانو اور اسلامک فقہ اکیڈمی کے اشتراک سے منعقدہ دوروزہ نیشنل سمینار میں بعنوان ''قرآنی مکالمے اسلوب اور حکمت'' پر مقالہ پیش کیا۔ 27 جون 2021 کو علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کی جانب سے منعقدہ دوروزہ انٹرنیشنل کانفرس میں بعنوان ''ہندوستان میں تقابل ادیان کے ماہرین: ایک مطالعہ'' پر مقالہ پیش کیا۔جولائی کے مہینے میں فہمہ اکیڈمی علی گڑھ کی جانب سے منعقدہ پروگرام میں ایک کریس کورس میں قرآنیات پر تین لکچر دیئے۔ماہنامہ ''رفیق منزل'' میں اگست 2021 کے شمارہ میں ''قرآن مجید سے استفادہ اور اس کے ذرائع'' کے عنوان سے ایک مضمون شائع ہوا۔ہداہت بک ڈرسٹریبوٹرس دہلی سے ''پروفیسر محمد رفعت کی حیات وخدمات'' کے نام سے کتاب شائع ہوئی جس میں ''ڈاکٹر رفعت اور اسلامائزیشن آف نالج'' کے عنوان سے آپ کا مقالہ شامل ہے۔

محمد عزیر عالم

7 تا 8 اپریل 2021 کو شعبہ اسلامک اسٹڈیز اور آئی او ایس نئی دہلی کے اشتراک سے منعقدہ دوروزہ نیشنل سمینار میں بعنوان ''فیروز شاہ بہمنی کے دور میں علوم اسلامیہ کی اشاعت'' مقالہ پیش کیا۔ 11 تا 12 اپریل 2021 کو شعبہ اسلامک اسٹڈیز مانو اور اسلامک فقہ اکیڈمی کے اشتراک سے منعقدہ دوروزہ سمینار میں ''مسلم دور حکومت کے ہندوستان میں مسلم وغیر مسلم تعلقات کی جھلکیاں'' کے موضوع پر مقالہ پیش کیا۔ 11 تا 20 اپریل 2021 کو سی، پی، ڈی، یو، ایم، ٹی، مانو اور تلنگانہ اسٹیٹ اردو اکیڈمی کے اشتراک سے منعقدہ پنج روزہ آن لائن ورکشاپ بعنوان ''ریسرچ میتھوڈولوجی اینڈ آئی، سی، ٹی'' میں شرکت کی۔

امانت علی

7 تا 8 اپریل 2021 کو شعبہ اسلامک اسٹڈیز اور آئی او ایس نئی دہلی کے اشتراک سے منعقدہ دوروزہ نیشنل سمینار میں بعنوان ''محمود گاواں اور مدرسہ محمودیہ'' مقالہ پیش کیا۔مجلہ تجدید دہلی میں جون ۲۰۲۱ء میں شریعت کی تاویل اور ظاہر و باطن کا اختلاف: ابن عربی کا موقف'' کے عنوان سے مقالہ شائع ہوا ہے۔ماہانہ الماس ممبئی میں اکتوبر میں علم حدیث کا آفتاب درخشاں مولانا حبیب الرحمن اعظمی'' کے عنوان سے مقالہ شائع ہوا۔ایک تا ۴/ اکتوبر ۲۰۲۱، المعہد العالی حیدرآباد میں فقہ اکیڈمی انڈیا کے اجلاس میں شرکت کی اور سد ذریعہ کے عنوان پر مقالہ پیش کیا۔

محمد ثاقب راز

7 تا 8 اپریل 2021 کو شعبہ اسلامک اسٹڈیز اور آئی او ایس کے اشتراک سے منعقدہ دوروزہ نیشنل سمینار میں بعنوان ''علوم اسلامیہ میں خواجہ گیسودراز کی تصنیفات'' پر مقالہ پیش کیا۔ 11 تا 20 اپریل 2021 کو سی، پی ڈی، یو، ایم ٹی مانو اور تلنگانہ اسٹیٹ اردو اکیڈمی کے اشتراک سے منعقدہ پانچ روزہ ورکشاپ بعنوان ''ریسرچ میتھوڈولوجی اینڈ آئی، سی، ٹی'' میں شرکت کی۔ 5 جون 2021 کو ڈی، آر، ایم، جی، آر ایجوکیشنل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ تمل ناڈو کی جانب سے منعقدہ ورکشاپ میں شرکت کی۔ 31 تا 17 جولائی 2021 کو تلنگانہ اسٹیٹ اردو اکیڈمی کی جانب سے منعقدہ بعنوان ''اردو جرنل ازم ٹرینڈس اینڈ پروسپیکٹس'' کے پنج روزہ ورکشاپ میں شرکت کی۔ 29 اگست 2021 کو ہریانہ اسٹیٹ بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن کی جانب سے منعقدہ ای ورکشاپ میں شرکت کی۔

☆☆☆

کووڈ ۱۹ اور ہندوستان

(صبا انجم، پی ایچ ڈی)

دسمبر ۲۰۱۹ء میں جب چائنا کے ووہان شہر میں ایک وبا جنم لے رہی تھی اور پوری دنیا کو اپنے چپیٹ میں لینے کے اشارے کر رہی تھی، اس وقت ہندوستان اس وبا کے اثرات سے انجان بغاوتوں اور احتجاجوں میں الجھا ہوا تھا۔ہندوستان میں بڑے پیمانے پر امتیازی شہریت قانون کے خلاف احتجاجات کئے جا رہے تھے اور ہندوستان میں اس وقت ایک الگ ہی ماحول تھا۔دوسری طرف وائرس ووہان شہر سے نکل کر دوسرے ملکوں میں سفر کر رہا تھا اور اسی طرح سفر کرتا ہوا ہندوستان پہنچا اور دوسرے نمبر پر سب سے زیادہ کرونا کیس رکارڈ کرنے والا ملک بن گیا۔

سب سے پہلا کیس ہندوستان میں ۳۰/ جنوری ۲۰۲۰ء کو کیرالا میں پایا گیا۔کیرالا سرکار نے فوری اقدامات اٹھائے اور اس مریض کو قرنطینہ میں رکھ کر اس کے ممکن رابطوں کی نشان دہی کرنے کی کوشش کی، رفتہ رفتہ کیرالا میں کیسز بڑھے اور مارچ تک وہاں کی سرکار نے حالات پر کافی حد تک قابو پالیا۔

ووہان کے بعد دوسرا ہاٹ اسپاٹ اٹلی بنا، اسی دوران ہندوستان میں نئے کیسز سامنے آئے اور ان لوگوں کو متاثر پایا گیا جو حال میں اٹلی سے لوٹے تھے، اس طرح ہندوستان کے کورونا کیسز کے اعداد وشمار میں اضافہ ہوتا گیا۔ WHO کی ہدایات کے مطابق Covid-19 کے اثر سے بچنے کے لیے ماسک کا استعمال اور ہینڈ سینٹائزر کا استعمال ضروری قرار دیا گیا۔ہندوستان کی اس تعلق سے یہ حالت ہوگئی کہ ماسک اور ہینڈ سینٹائزر کم یاب ہو گئے اور جہاں دستیاب ہوتے وہاں دوگنی یا چارگنی قیمت پر ملتے۔حالات دن گزرنے کے ساتھ ساتھ بد سے بدتر ہوتے گئے۔

بڑھتے ہوئے کیسز کی رفتار کو کم کرنے کے کے لیے لاک ڈاؤن لگانا بے حد ضروری ہو گیا تھا۔جس پر بشمول ہندوستان کے دنیا کے بیشتر ملکوں پر عمل کیا گیا۔قومی لاک ڈاؤن میں حکومت کی جانچ کی حکمت عملی اس مفروضے پر انحصار کر رہی تھی کہ ہندوستان میں کوئی Community Tnsmission تو نہیں ہو رہی ہے۔یہ سمجھا جا رہا تھا کہ یہ صرف غیر ملکی، درآمدی معاملات ہیں، اس مفروضے کی بنیاد پر صرف بیرون ملک سے متاثرہ علاقوں سے آنے والے افراد کی جانچ کی جاتی رہی اور کہیں نا کہیں اس چیز کو اس وبا کے پھیلنے کی غیر ارادی وجہ مانی گئی۔

دہلی اور ممبئی کے حالات قابو سے باہر ہونے کی وجہ سے یہاں سے لوگ ہجرت کر کے گھروں کو گئے اس طرح گاؤں اور دیہاتوں میں بھی ایک ڈر کا ماحول بن گیا۔

شروع شروع میں ہندوستان کے پاس جانچ کرنے کے لیے کافی کٹس نہیں تھیں اور اگر پرائیویٹ کمپنیوں کو ٹیسٹنگ کٹ بیچنے کا لائیسنس دے بھی دیا جاتا تب بھی جانچ بہت کم Laboratories میں ہو پاتی۔ ۲۳/ مارچ تک ہندوستان کے پاس 1.3 ارب کی آبادی کے لئے ۱۱۸ تسلیم شدہ لیبز تھیں۔ارونا چل پردیش 1.5 ملین اور ناگالینڈ 3.3 ملین کے آبادی کے لیے صرف ایک تسلیم شدہ تھی، اگر ان ریاستوں کو بے شمار تعداد میں کٹس فراہم کر بھی دی جاتیں تب بھی سرکاری لیبز ان کو استعمال نہیں کر پاتیں؛ کیوں کہ ان کی جانچ کی گنجائش روزانہ ۹۰ نمونے کے لگ بھگ کی جاتی تھی۔تین مہینوں میں ہندوستان نے اپنے جانچ کی گنجائش بڑھا کر ۹۰۱ تسلیم شدہ لیبز تک پہونچائی، لیکن اب بھی یہ آبادی کے لحاظ سے ناکافی تھی اور جو پرائیویٹ ٹیسٹ ہوتے بھی تھے وہ کافی مہنگے تھے۔

۲۵/ مارچ ۲۰۲۰ء سے مکمل طور پر لاک ڈاؤن لگنے کی وجہ سے بازار، شاپنگ مالز، وغیرہ بند ہو گئے، کاروبار کی رفتار بالکل ختم ہو گئی، سب کچھ ٹھپ پڑ گیا۔اس ملک میں جہاں پر ۸۰ فیصد لوگ روزگار کے لیے نقل وحرکت پر انحصار کرتے ہوں، ایسے میں 1.3 بلین لوگ ایک دم سے بے روزگار ہو گئے، جن میں دہاڑی مزدور، رکشا چلانے والے، آٹو ڈرئیور، ٹیکسی ڈرائیور وغیرہ تھے، لاک ڈاؤن وائرس کے پھیلاؤ کو کم کرنے کے لیے ضروری تھا؛ لیکن اس کا اثر ہندوستان کی معاشی حالت پر برے نتیجے کی صورت میں نکلا۔گلوبل اکانامی گھٹ کر 3 فیصد ہو گئی، بہت سے لوگ غریبی خط سے نیچے چلے گئے۔بہتوں نے اپنا روزگار کھودیا اور کئی لوگوں کا کاروبار تباہ ہو گیا۔بہت سے گھر ایسے تھے جنہوں نے فاقے کئے۔بھوک کی وجہ سے سب سے پہلے مرنے کی خبر بہار کی ایک ۸ سالہ بچی کی آئی جو صرف لاک ڈاؤن لگنے کے ۶ دن بعد بھوک سے مر گئی۔ہندوستان میں بھوک سے مرنے والوں کی تعداد ۱۳۸ ہے۔کچھ NGOs نے سامنے آکر عوام کی خدمت کی اور کچھ دردمند لوگوں نے نجی طور پر اور کچھ نے جماعت بندی کر کے عوام کی خدمت کی۔مسلمانوں کا اس حوالے سے خصوصی کردار رہا ہے اور یہ ایک مسلمان کا شعار اور دینی فریضہ بھی ہے۔

کورونا کی دوسری لہر جو کہ پہلی سے زیادہ خوفناک اور خطرناک ثابت ہوئی۔ پہلے کے مقابلے میں اس دوسری لہر میں دوگنا زیادہ جانی نقصانات کا سامنا کرنا پڑا حالاں کہ کورونا کی دوسری لہر کی وارننگ کئی دفعہ WHO کے ذریعہ دی گئی اور اس بات سے آگاہ بھی کیا گیا کہ دوسری لہر پہلے سے زیادہ مشکلات پیدا کرنے والی ہے۔اس کے باوجود لوگ اس کے لیے سنجیدہ نہیں تھے۔دوسری لہر میں کورونا کی وجہ سے ہندوستان کے ہر صوبہ میں حالات خراب ہوئے جن میں دہلی اور ممبئی کی صورت حال سب سے زیادہ افسوس ناک ہو گئی تھی۔دوسری لہر میں مرنے والوں کی تعداد پہلے کے مقابلے میں کہیں زیادہ تھی اور یہ مسلسل بڑھ رہی تھی، ساتھ ہی مریضوں کے علاج کے لیے درکار سامان کی کمی کا معاملہ بھی سنگین ہوتا جا رہا تھا۔مرنے والوں کے اعداد وشمار کا اندازہ اس سے لگا سکتے ہیں کہ لوگ اپنے عزیزوں کی آخری رسومات ادا کرنے کے لیے گھنٹوں لائن میں لگتے اور کئی دفعہ دو تین دنوں تک بھی انتظار کرنا پڑ رہا تھا۔

یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ دوسری لہر میں مرنے والوں کی موت کا سبب آکسیجن کی کمی یا وقت پر آکسیجن کا میسر نا ہو پانا تھا، سرکار مطلوبہ آکسیجن کا انتظام وقت پر نہیں کر سکی۔مریضوں کے لواحقین سے آکسیجن کا انتظام خود کرنے کو کہا جاتا تھا؛ لیکن مسئلہ یہ تھا کہ جہاں سے آکسیجن فراہم کی جا سکتی ہے وہاں پر بھی ان کا کال پڑا تھا۔شمشان اور قبرستان میں کام کرنے والوں سے بات کر کے بی بی سی نے ایک رپورٹ تیار کی جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مرنے والوں کی تعداد سرکاری اعداد وشمار کے مقابلے میں کہیں زیادہ تھیں۔کرونا وائرس ہندوستان کی عوام کے لیے ایک ایسی جنگ ثابت ہوئی جسے سرکار اور عوام سب کو مل کر لڑنا پڑا۔

☆☆☆